بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت علی علیہ السلام

اور

عیسائی علماء

کے درمیان مباحثہ ومناظرہ

(پہلے خلیفہ کے دور حکومت میں)

سلمان فارسی (محمدی)

کی کتاب

جاثلیق سے اقتساب

سید ہادی حسن عابدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلمان فارسی :اگر اس دن مولا علی ع نہ ہوتے تو اسلام کا چراغ گل کر دیا جاتا

سلمان فارسی کی علمی یادگار جو ہمارے لئے رہ گئی ہے وہ ان کی مشہور کتاب ''جاثلیق'' ہے۔ جاثلیق یونانی لفظ ہے اس کے معنی عیسائی علماء کے سرپرست اعلی (اسقف اعظم) کے ہیں۔ اس کتاب میں امیر الموٴمنین حضرت علی علیہ السلام اور اسقف اعظم کے مذاکرت ہیں جو سلمان فارسی کے قلم سے لکھے گئے ہیں۔ یہ درحقیقت امیر المومنین کی تقریر و بحث اور مناظرہ ہے جو پہلے خلیفہ کے دور حکومت میں پیش آیا۔ ذیل میں اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

سلمان فارسی کی اس تحریر کے بموجب سب سے بڑا خطرہ اسلام کے لئے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد پیش آیا, اگر اس دن حضرت علی ع نہ ہوتے تو اسلام کا چراغ گل کر دیا جاتا اور وہ خطرہ یہ تھا کہ جب قیصر روم کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر ملی اور اس بات کا علم ہوا کہ مسلمانوں کے درمیان رسول اللہ ﷺ کی جانشینی کے تعلق سے شدید اختلاف پیدا ہو چکا ہے۔ وہ سمجھا کہ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گذشتہ پیغمبروں کی سنت کے خلاف عمل کرتے ہوئے اپنے جانشین کا اعلان نہیں فرمایا اور اپنے جانشین کے انتخاب کی ذمہ داری مسلمانوں کو سونپ کر چلے گئے۔ قیصر روم کا خیال یہ تھا کہ اگر رسول اللہ ﷺ اپنے جانشین وخلیفہ کا انتخاب خود کرتے تو مسلمانوں کے درمیان اس تعلق سے اختلاف پیدا نہ ہوتا اور اس وجہ سے قیصر روم کو

رسول اللہ ﷺ کے حقیقی رسول ہونے پر شک ہوا۔لہذا ء قیصر روم نے اس خبر کو سننے کے بعد عیسائی علماء و دانشوروں کو جمع کر کے ایک انجمن تشکیل دی اور مدینہ میں پیش آنے والے واقعات واختلافات کا تذکرہ کر کے ,اس تعلق سے گفتگو و بحث کے نتیجہ پر ایک گروہ کو جس میں ایک سو علماءو دانشور تھے اسقف اعظم کی سرپرستی میں مدینہ کے لئے روانہ کیا تا کہ مسلمانوں سے مناظرہ ومذاکرہ کر کے عیسائی مذہب کے حق پر ہونے کو ثابت کیا جائے۔

بعض مورخین کی تحریر کے بموجب یہ گروہ مدینہ کی طرف حرکت کرنے سے قبل مختصر مدت کے لئے بیت المقدس میں ٹہرا اور اپنے سفر کی وجہہ یہودی علماء سے بیان کی جس کے نتیجہ میں اتنی ہی تعداد میں یہودی علماء بھی عیسائی علماء کے ہمراہ مدینہ سفر کرنے پر تیار ہوئے۔

یہ علماء کا گروہ جمعہ کے دن مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے جانشین کی تلاش میں مسجد نبوی پہنچا۔ یہ دوسو علماء کا گروہ نے جو بڑے پیمانے پر پروپگینڈہ اور مسلمانوں کو اپنے وجود سے باخبر کرنا چاہتا تھا, ایک کثیر تعداد مسلمانوں کے ہمراہ جن میں سلمان فارسی بھی تھے مسجد نبوی میں داخل ہو کر خلیفہ ابو بکر اور دوسرے مسلمانوں سے ملاقات کی۔

سلمان فارسی بیان کرتے ہیں کہ وہ محفل اگرچہ کہ بڑی پر رونق اور شان و شوکت لئے ہوئے تھی مگر خوفناک سکوت اس محفل پر حکمران تھا۔اسقف اعظم نے خاموشی کو توڑتے ہوئے اپنی گفتگو کا آغاز کیا اور مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: مجھے رسول

اللہ ﷺ کے جانشین کی طرف رہنمائی کرو۔ میں اور میرے ساتھی عیسائی اور یہودی علماء ہیں۔ہم کو یہ اطلاع ملی ہے کہ تمہارے رسول ﷺ اس دنیا سے چلے گئے اور اپنا جانشین مقرر نہیں فرمایا جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے درمیان جانشینی کے تعلق سے اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ہم یہاں تمہارے دین کے تعلق سے تحقیق کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔اگر تمہارا دین حق ہے تو ہم تمہارے دین کو اختیار کریں گے ورنہ ہم اپنے وطن لوٹ جائیں گے۔لہذا ہمیں رسول ﷺ کے جانشین کی طرف رہنائی کرو۔

یہ سن کر عمر ابن خطاب جو خلیفہ ابو بکر کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے, ابو بکر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ شخص رسول اللہ ﷺ کے بعد ہمارا رہبر اور مالک ہے۔

اسقف اعظم نے ابو بکر کی طرف رخ کر کے سوال کیا: کیا تم رسول اللہ ﷺ کے جانشین ہو؟

ابو بکر نے جواب دیا: نہیں , میں رسول اللہ ﷺ کا جانشین نہیں ہوں۔

اسقف اعظم: تم کون ہو؟

ابو بکر کے جواب دینے سے قبل عمر ابن خطاب نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہے۔

اسقف اعظم: کیا تم وہ عالم خلیفہ ہو جو دوسروں کے علم سے بے نیاز ہو کر اپنے علم کے ذریعہ عوام کی ضرورتوں کو دور کر سکتے ہو؟

ابو بکر نے کہا: نہیں , میں وہ خلیفہ نہیں ہوں۔

اسقف: یہ پوسٹ و مقام کیا ہے جو تم نے اپنے لئے قرار دیا ہے اور اپنے آپ کو محمد

ﷺ کے بعد ان کا خلیفہ سمجھتے ہو؟ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ یہ خلیفہ (کا عہدہ) اللہ کے پیغمبروں کے لیے مخصوص ہے۔ نبی یا اس کے وصی کے علاوہ کسی اور کے لیے جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے آدم ع کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا اور داود ع نبی کو خلیفہ بنانے کا اعلان فرمایا۔ کیا محمد ﷺ نے تمہارے لیے یہ عنوان قرار دیا ہے؟

ابوبکر: نہیں, مگر ان کے صحابی اور دوستوں نے میری خلافت پر اپنی رضامندی ظاہر کی ہے۔

اسقف اعظم نے کہا: تم لوگوں کے خلیفہ ہو نہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ۔ اس لیے کہ تم نے خود صاف طور پر اس کا اعتراف کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں منتخب نہیں کیا ہے۔ البتہ یہ عمل پیغمبروں کی سنت کے خلاف ہے, کیونکہ ہر پیغمبر نے اس دنیا سے جانے سے قبل اپنے جانشین کا اعلان کیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگوں نے حضرت محمد ﷺ کی نبوت کو باطل کر دیا اور دوسرے رسولوں کی سنتوں سے بھی انحراف کیا ہے۔

سلمان فارسی اسقف اعظم کی گفتگو غور سے سن رہے تھے۔ اسقف نے خلیفہ ابوبکر سے گفتگو کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا: ان لوگوں کے عمل سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمد ﷺ ہرگز پیغمبر نہ تھے, بلکہ ایک حاکم تھے جو طاقت کے زور پر عربوں پر حکومت کر رہے تھے۔ اگر وہ پیغمبر ہوتے تو دوسرے پیغمبروں کی طرح اپنے جانشین کا انتخاب و اعلان کرتے, اس لئے کہ تمام پیغمبروں نے اسی طرح کا عمل کیا ہے۔

سلمان فارسی بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد اسقف اعظم شدید برہم ہوا, اور غصہ کی حالت میں ابوبکر کو مخاطب کر کے کہا: اے بوڑھے شخص تم نے خود اقرار کیا ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے تجھے جانشین کے طور پر انتخاب نہیں کیا, بلکہ لوگوں نے اپنے حاکم کے عنوان سے منتخب کیا ہے۔ اب میرا تم سے یہ سوال ہے کہ اگر اللہ تعالی لوگوں کی رائے کے مطابق عمل کرنا چاہتا تو اس کو اتنے سارے پیغمبر ورسول بھجوانے کی کیا ضرورت تھی؟ تم لوگوں نے اپنے اس عمل کے ذریعہ تمام رسولوں کی رسالت سے انکار کردیا اور اس طرح ظاہر کیا کہ جیسے رسولوں کی ضرورت نہیں ہے۔ گویا اللہ کے تعلق سے جھوٹ کہا اور اپنے رسول ﷺ پر بھی غلط الزام لگایا۔ اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ تم سے گفتگو کروں تاکہ نتیجہ نکال سکوں کہ تمہارا یہ عمل حق وایمان کی بنیاد پر انجام پایا یا کفرو جہالت اورہوای نفس کی بنیاد پر تھا۔

اسقف اعظم کی گفتگو سننے کے بعد خلیفہ فکر میں ڈوب گئے اوران کے چہرے پر پریشانی اور بے چارگی کے آثار نمایاں ہوگئے۔ اسقف جو اپنے آپ کو کامیاب و فاتح دیکھ رہا تھا بار بار تکرار کررہا تھا کہ اے بوڑھے میرے سوال کا جواب دو۔

موت کی طرح خاموشی خلیفہ اور وہاں پر موجود مسلمانوں پر چھائی ہوئی تھی۔ سب کے ہونٹوں پر خاموشی کی مہر لگ گئی تھی۔ اسقف نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا: ان کا دین صحیح بنیادوں پر نہیں ہے۔ سب نے اس کی تائید کی۔ اسقف اعظم نے خلیفہ سے کہا اے شخص میں تم سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں, جواب دو گے؟

ابوبکر نے جواب دیا: ہاں سوال کرو میں جواب دونگا۔

اسقف نے کہا: مجھے بتلاؤ کہ میں کون ہوں اور اللہ کے پاس میرا کیا مقام ہے؟ اورتم کون ہو اور اللہ کی نگاہ میں تمہارا کیا مرتبہ ہے؟

ابو بکر نے جواب دیا: میں اپنی نگاہ میں مومن ہوں مگر اللہ کی نظر میں کیا ہوں نہیں جانتا۔ تم میری نگاہ میں کافر ہو مگر اللہ کی نظر میں کیا ہو میں نہیں جانتا۔

اسقف اعظم نے کہا: میری نظر میں تم اللہ پر ایمان لانے کے بعد کفر میں مبتلا ہو گئے اور اس بات کا فیصلہ نہیں کر پا رہے ہو کہ حق کے اصول پر ہو یا باطل کے طریقہ پر۔ البتہ میں اللہ کے انکار کے بعد اس پر ایمان لے آیا ہوں اور پوری طرح اپنی کیفیت سے مطمئن ہوں۔ تم نے خود میری نجات اور اپنی گمراہی و ہلاکت کی گواہی دی ہے۔

اسقف اعظم نے اپنے دوستوں سے کہا: دوستو خوش ہو جاؤ کہ اس شخص نے تمہاری نجات و کامیابی کی گواہی دی ہے۔

اچھا اے بوڑھے: اگر تم مومن اور میں کافر ہوں تو بتاؤ کہ تمہاری جگہ جنت میں اور میری جگہ دوزخ میں کہاں ہے؟

ابو بکر نے اس جواب کے لئے اپنے ساتھیوں سے مدد مانگی مگر افسوس کہ ان کی خاموشی ہی اس کے جواب میں تھی۔

مجبورا آہستہ سے لرزتے ہوئے وحشت کے عالم میں کہا: میں اپنی جگہ اور تمہاری جگہ کو جنت و دوزخ میں نہیں جانتا کہ کہاں ہے۔

اسقف اعظم نے سوال کیا: اے شخص تم نے کیسے جرئت کی کہ اپنے آپ کو محمد ﷺ کا جانشین قرار دیا؟ جبکہ نہ علم رکھتے ہو کہ لوگوں کی ضرورتوں کو حل کر سکو, بلکہ تم خود دوسروں کے علم کے محتاج ہو۔ کیا مسلمانوں میں تم سے زیادہ علم رکھنے والا موجود نہ تھا؟

اگر تمہارے رسول ﷺ اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے تھے تو وہ اللہ کے وعدہ کو برباد

نہیں کرتے تھے اور اللہ نے جو وعدہ پچھلے پیغمبروں سے لیا تھا, اپنے جانشین کے انتخاب کے تعلق سے اس سے وہ منھ نہ موڑتے تھے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان تم سے زیادہ علم رکھنے والا موجود ہو تو تمہارا دین صحیح ہے اور اگر وہ بھی تمہاری طرح جواب دینے سے عاجز ہو اور اس میں نبوت کی نشانیاں نہ ہوں تو تم نے اس قوم پر ظلم کیا ہے کیونکہ نادان کو رہبری کا حق نہیں ہے۔

سلمان فارسی نے اسلام کے تعلق سے خطرہ کا احساس کیا:

سلمان فارسی اپنی کتاب جاثلیق میں تحریر کرتے ہیں کہ جب میں نے یہ خطرناک منظر دیکھا, اسلام کو خطرہ میں محسوس کیا, میں وہاں سے اٹھا اور بجلی کی رفتار سے مولا علی ع کے گھر کی طرف چلا, دروازہ کھٹکھٹایا اور عرض کیا یا علی ع باہر تشریف لائے۔ مولا علی ع باہر تشریف لاے اور میرے خوف زدہ چہرہ کو دیکھ کر سوال فرمایا: سلمان کیا بات ہوئی کہ اس قدر پریشان ہو؟

میں نے عرض کیا یا علی ع آپ کیوں یہاں بیٹھے ہوئے ہو؟ محمد ﷺ کا دین برباد ہو گیا, رسول اللہ ﷺ کے بعد اسلام نابود ہو گیا, مسلمانوں کی عزت چلی گئی۔ تمام واقعہ میں نے بیان کیا۔

علی ع جو امت کی امید ہیں, مسلمانوں کو نجات دلواتے ہوئے جہان اسلام کی مشکلوں کو حل کرنے والے فورا مسجد کی طرف چل پڑے اور مسجد میں داخل ہو کر رسول اللہ ﷺ کی قبر کے کنارے زمین پر بیٹھ گئے۔ فرمایا: اے عیسائی میرے پاس آؤ جو سوال ہے مجھ سے پوچھو۔ تمام سوالات کے جوابات میرے پاس ہیں۔

اسقف اعظم نے اپنے آنے کی وجہ امام علی ع سے بیان کی اور کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے جانشین کی جستجو میں آیا ہوں (ابوبکر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا کہ اس شخص کو رسول اللہ ﷺ کے وصی و جانشین کے عنوان سے مجھے پہچنوایا گیا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ اس کو علم سے (جاہل پایا) خالی پایا اور اس کی وجہ سے دین اسلام کے تعلق سے میں شک میں مبتلا ہو گیا۔

مولا علی ع نے اسقف اعظم اور اسکے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا جانشین اور ان کے قرآن کی تفسیر کا عالم میں ہوں, اسلام کے معارف کو پوری طرح جانتا ہوں اور اسی طرح آیات محکم, متشابہ, ناسخ و منسوخ کا بھی علم رکھتا ہوں۔ ہر وہ علم جو امت کی ہدایت کے لئے ضروری ہے وہ میرے پاس ہے۔ جو چاہو مجھ سے پوچھو, اس آنے والے دن سے لیکر روز قیامت تک۔ اے دین مسیحیت کے بڑے عالم میں قرآن کے علاوہ تورات و انجیل سے بھی واقف ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے پردہ ہٹا کر مجھے تمام علوم سے آشنا کروایا ہے۔ میں رسول اللہ ﷺ کا بھائی, ان کے چچا کا بیٹا اور ان کا داماد ہوں۔ میں اور میری اولاد ان کے علم کے وارث اور امت کی نجات کی کشتی ہیں۔ ہم نوح کی کشتی کی طرح ہیں جو کوئی اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس میں سوار ہونے سے انکار کیا وہ موجوں کی نظر ہوا اور ہلاک ہو گیا۔

میں اور میری اولاد بنی اسرائیل کے باب ''حطہ'' کی طرح ہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے مثل ہارون ہوں, بہ نسبت موسی اس فرق کے ساتھ کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد اور کوئی پیغمبر آنے والا نہیں ہے۔ اے مسیحی عالم جو کوئی مجھ سے محبت کرے وہ مومن

ہے اور جو مجھ سے دشمنی کرے وہ کافر ہے۔

اسقف اعظم حکیمانہ گفتگو سن کر خوش ہوا اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اللہ گواہ ہے یہ وہی شخص ہے جو علم کی بنیاد پر گفتگو کرتا ہے۔ امید کرتا ہوں کہ ہم اپنے مقصد کو حاصل کر لینگے اور جس دین کی حقیقت جاننے کے لئے نکلے ہیں اسے جان سکیں گے۔

اس کے بعد حضرت علی ع سے مخاطب ہو کر کہا: اے عالم مجھے بتلاؤ کہ میں اور تم اللہ کی بارگاہ میں کیا مقام وحیثیت رکھتے ہیں؟

مولا علی ع: نے فرمایا: میں اپنے نزدیک اور پروردگار کی بارگاہ میں حق کے فضل وکرم کی وجہ سے مومن ہوں اور تم کافر، اس لئے کہ تم نے اللہ سے کیا گیا وعدہ توڑ ڈالا۔

اسقف: آپ کی جگہ جنت میں اور میری جگہ دوزخ میں کہاں ہے؟

مولا علی ع: میں جنت و دوزخ میں داخل نہیں ہوا ہوں کہ تجھے بتا سکوں کہ میرا مقام جنت میں اور تمہارا مقام دوزخ میں کہاں ہے۔ البتہ جیسا کہ قرآن نے نیک و برے لوگوں کی جگہ آخرت میں بیان کی ہے، اس کی بنیاد پر اللہ تعالی نے ہمارے رسول ﷺ سے جنت کے مختلف درجات اور مختلف منازل کا ذکر فرمایا ہے۔ اور کفار وفجار کے لئے فرمایا: ان کے وعدہ کی جگہ جہنم ہے جس کے سات دروازہ ہیں اور ہر دروازہ ایک خاص قسم کے گناہ گار کے لئے ہوگا۔

اسقف اعظم نے اپنے دوستوں سے کہا: دوستو ہم اپنی آرزو حاصل کر چکے اور جس کی تلاش میں تھے اسے پا چکے۔

اس کے بعد مولا علی ع سے مخاطب ہو کر کہا؛ اے عالم بزرگوار یہ فرمائے کہ عرش کو اللہ

اٹھائے ہوئے ہے یا عرش اللہ تعالی کو؟

مولا علی ع نے فرمایا: اگر صحیح جواب سنو گے تو اسلام کو قبول کر لو گے؟

اسقف: جی ہاں! اللہ کو گواہ قرار دیتا ہوں اگر صحیح جواب دو گے تو میں اور میرے ساتھی سب اسلام قبول کر لیں گے۔

مولا علی ع: اللہ تعالی عرش اور آسمانوں کو اٹھائے ہوئے ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوا: اللہ تعالی آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے تا کہ وہ ایک دوسرے سے نہ ٹکرائیں۔

اسقف: اے عالم مجھے بتلائیے کہ اللہ تعالی کہاں ہے۔

مولا علی ع: اوپر، نیچے، شمال و جنوب میں، مشرق و مغرب میں ہے۔ اللہ تعالی تمام موجودات پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور میری گفتگو کی گواہ قرآن کی یہ آیت ہے کہ " کوئی تین افراد کا گروہ آپس میں گفتگو نہیں کرتا مگر یہ کہ چوتھا ان کا اللہ ہے اور پانچ افراد کا گروہ آہستہ گفتگو نہیں کرتا کہ ان کا چھٹا اللہ تعالی ہے۔ اس سے کم اور اس سے زیادہ ان سے نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالی ان کے ہمراہ ہے جہاں کہیں وہ رہیں اور کل قیامت کے دن ان کے عمل و کردار سے انہیں باخبر کرے گا (سورہ مجادلہ آیت ۷)۔

اسقف اعظم: خدا کی قسم اس شخص کی گفتگو حق ہے اور اللہ کی تائید سے یہ گفتگو کر رہا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح حضرت عیسی علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں اور ان کے جانشینوں کو اللہ کی تائید حاصل تھی اور گفتگو کرتے تھے۔

اے بزرگ حکیم! مجھے اس کی خبر دیجئے کہ جنت و دوزخ دنیا میں ہے یا آخرت میں ہے اور یہ کہ دنیا و آخرت کہاں قرار دئے گئے ہیں؟

مولا علی ع نے فرمایا: دنیا آخرت میں ہے اور آخرت دنیا پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔ آخرت زندگی کے آرام کرنے کی جگہ ہے۔ وہاں پر انسان اس طرح ہے جیسے سویا ہوا ہو مگر اس کی روح سیر و سیاحت کر رہی ہوگی۔ جسم مر جاتا ہے مگر روح ہمیشہ باقی رہتی ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: آخرت زندگی کی سرائے ہے اگر تم جان سکو تو (سورہ عنکبوت آیت ۶۴)۔

جنت و دوزخ دنیا میں ہیں, جب کوئی مرجاتا ہے تو زمین کے گھر میں قیام کرتا ہے اور وہ گھر (قبر) باغ ہے, جنت کے باغوں میں سے یا آگ کا کنواں ہے دوزخ کے کنوؤں میں سے۔

اسقف اعظم: اے بزرگ عالم, قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ قیامت کے دن ساری زمین (گویا) اس کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان (گویا) اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے (سورہ زمر آیت ۶۷)۔

جب اس طرح ہوگا تو جنت و دوزخ کہاں قرار پائیں گے؟ جب کہ وہ ان ہی زمین و آسمانوں میں ہیں؟

مولا علی ع نے حکم دیا کہ آپ کے لئے کاغذ اور قلم حاضر کیا جائے, جب کاغذ و قلم آ گیا تو کاغذ پر لکھا جنت و دوزخ اور کاغذ کو لپیٹ دیا اور اسقف اعظم کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس کے بعد فرمایا: اس کاغذ کو لپیٹا گیا ہے, اب اسے کھولو۔ کھولا گیا, حضرت ع نے فرمایا: کیا اس پر لکھا مٹ گیا؟

اسقف نے جواب دیا: نہیں۔ حضرت ع نے فرمایا جس طرح کاغذ کے لپیٹنے سے جنت و

دوزخ لکھا مٹ نہیں جاتا, اسی طرح آسمان وزمین کے لپیٹے جانے سے جنت ودوزخ ختم نہیں ہوجاتے۔

اسقف اعظم نے سوال کیا: اے حکیم دانشور , آپ کے قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ کل شی ھالک الا وجہہ, اس کے کیا معنی اوراس کی دلیل کیا ہے؟

مولا علی ع نے ایک مسلمان کو حکم دیا کہ وہ کچھ لکڑیاں جمع کرکے لائے۔ جب لکڑیاں آگئیں, تو امام ع نے اسے آگ لگائی, جب شعلے بلند ہوئے تو امام نے اسقف اعظم سے پوچھا: اس آگ کے شعلوں کا چہرہ کس طرف ہے؟

اسقف نے جواب دیا کہ اس کا چہرہ ہر طرف ہوسکتا ہے, کیونکہ اسکا چہرہ قابل تشخیص نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اللہ کی بنائی شئے ہے اورہم اس کا چہرہ نہیں بتا سکتے جبکہ آگ اللہ کی مخلوق ہے۔غور کرو کس طرح اللہ کی ذات لایزال کو مشخص کرسکتے ہو جبکہ کوئی بھی آنکھ اسے دیکھ نہیں سکتی اورکسی کے بھی ذہن میں اسکا نقش نہیں بن سکتا۔

(لیس کمثلہ شی وھوالسمیع البصیر۔سورہ انعام آیت ۱۰۳)۔

روم کے اسقف اعظم نے اسلام قبول کرلیا

اسقف اعظم امام علی ع کی محکم منطق اورتوضیحات سے متاثر ہوگیا اور کہنے لگا:

"صدقت ایھا الوصی العلیم الحکیم الرفیق الھادی, اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ و اشھد ان محمد عبدہ ورسولہ ارسلہ بالحق بشیرا ونذیرا وانک وصیہ وصدیقہ"

اے رسول کے حقیقی جانشین و وصی آپ نے تمام سوالات کے صحیح جواب دئے اور میں آپ کے ذریعہ ہدایت پا گیا۔

اس کے بعد دوستوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: اے ساتھیو! ہم جس کی تلاش میں تھے وہ مل گیا, ہمارا مقصد پورا ہوا سب کو چاہئے کہ امیر المومنین ع کی اطاعت و پیروی کریں تا کہ دنیا اور آخرت میں کامیاب و سعادت مند رہیں۔

اسقف اعظم کی تصدیق سلمان فارسی کی نظر میں بڑی اہمیت رکھتی تھی, اس لئے کہ خود سلمان فارسی کلیسا اور کلیسا کی تعلیمات کے تعلق سے خوب جانتے تھے کہ دنیائے مسیحیت میں ایک اسقف اعظم کی کیا اہمیت اور کیا مقام و مرتبہ ہے۔ ایسی عظیم شخصیت کا مسلمان ہو جانا کتنی اہمیت کی بات ہے اور اس کا اثر کتنا عظیم ہوگا۔

مختصر یہ کہ اسقف اعظم اور ان کے ساتھی اسلام کے بلند آستانہ پر سر جھکائے اور سب کے سب دین اسلام قبول کئے اور یہ عقیدہ ظاہر کئے کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے جانشین و خلیفہ ہیں۔

اس منظر کو دیکھ کر مسلمان خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے اور مولا علی ع کے نورانی چہرے سے بھی مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ نہایت خضوع سے جو مسرت کے ہمراہ تھا, مولا علی ع نے اللہ کی حمد اور اس کی تعریف و شکر میں لب کھولے اور فرمایا: اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ دین محمد ﷺ کو واضح کر کے مسلمانوں کو اس نے کامیابی عطا کی۔

ابوبکر اور انکے ساتھیوں نے بھی اس منظر کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا, اس لئے کہ حضرت علی ع نے ان کے چہرے سے ذلت و رسوائی کی خاک کو صاف کر دیا تھا۔ مسلمانوں اور

اسلام کو حقیقی خطرہ سے نجات دلوائی, ان لوگوں نے کہا:

''احسن اللہ جزاک یا ابا الحسن فی مقامک بحق نبیک''

سلمان فارسی جنہوں نے اس واقعہ کو نہایت دقت کے ساتھ لکھا ہے اور اس تحریر کو اپنی اہم یادگار چھوڑی ہے کہتے ہیں کہ جب یہ رومی مسلمان مدینہ سے جانے لگے تو وداع وخدا حافظی کے لئے مولا علی ع کے مکان پر حاضر ہوئے۔

مولا علی ع ان کے پہلو میں بیٹھے, اسقف اعظم جو مسلمان ہو چکا تھا, اس نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے جانشین, ان لوگوں نے آپ کے ہوتے ہوئے خلافت کا دعوی کیا ہے, قوم بنی اسرائیل کی طرح ہیں, اپنے ہی ہاتھوں اپنے کو برباد کر لئے اور دوزخ کے مستحق ہو گئے۔

ہم صاف صاف آپ سے عرض کر رہے ہیں کہ ہم پر آپ کا پورا پورا اختیار ہے اور آپ کے حکم کے آگے ہم تسلیم ہیں, اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے اپنے شہر لوٹ جائیں گے ورنہ اسی مقام پر رہ کر آپ کے دشمنوں سے جھاد کریں گے۔

مولا علی ع نے تفصیل سے گفتگو کرنے کے بعد فرمایا: بہتر ہے تم لوگ اپنے اپنے شہر کو لوٹ جاؤ, رسول اللہ ﷺ نے مجھے صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔ ابھی میرے تلوار چلانے کا وقت نہیں آیا ہے۔ جب جھاد کا وقت آئے گا, جو بھی میرے ہمراہ جنگ کرے گا اسے اجر و انعام ملے گا اور جو اس جنگ سے قبل مر جاُے وہ مظلوم دنیا سے گیا ہے۔

آنسو مولا علی ع کی آنکھوں سے جاری ہو گئے, تازہ مسلمان بھی علی ع کی مظلومیت پر گریہ کر رہے تھے۔ اسی حال میں الودع کئے اور اپنے وطن کی طرف روانہ ہو گئے۔

یہ مناظرہ جو سلمان فارسی کی کتاب کا جز ہے, اسے اسلام کے مشہور دانشوروں نے سلمان فارسی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ شیخ طوسی نے فہرست میں, شیخ نجاشی نے مصنفین و مصنفات نامی کتاب میں, شیخ محمد دیلمی نے ارشاد القلوب میں, ابن بابویہ نے کتاب التوحید میں, مرحوم شیخ مفید نے امالی میں اور مرحوم مجلسی نے بحار الانوار میں اس واقعہ کو نقل کر کے اس کے صحیح ہونے کی تصدیق کی ہے۔

مرحوم مجلسی سلمان فارسی کی کتاب کے تعلق سے اس واقعہ کو بحار الانوار میں تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اس کتاب کے مضامین, اصول حدیث کے مختلف باب ہیں۔ اس کتاب کا نام جاثلیق و امیر المومنین ہے۔ سلمان فارسی اس واقعہ کی تیسری شخصیت اور واقعہ کے لکھنے والے ہیں۔ اس وجہ سے حدیث کے صحیح ہونے اور کتاب کے معتبر ہونے کی دلیل ملتی ہے۔

قاموس الرجال کا مصنف لکھتا ہے کہ سلمان فارسی کی کتاب کا کچھ حصہ یہی مناظرہ ہے۔

اس طرح سلمان کا نام ان افراد کی فہرست میں ملتا ہے جنہوں نے ابتداء اسلام کتاب کی تصنیف و تالیف کا کام انجام دیا۔

ابن شہر آشوب کتاب معالم العلماء میں تحریر کرتا ہے کہ سب سے پہلے جنہوں نے کتاب لکھی اور احادیث کو جمع کیا وہ امیر المومنین علی ع ہیں۔ ان کے بعد سلمان فارسی, ان کے بعد ابوذر غفاری, ان کے بعد اصبغ ابن نباتہ, ان کے بعد عبداللہ بن ابی رافع اور اس کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام نے صحیفہ کاملہ کو تصنیف فرمایا۔